اللہ کی بے مثل محبت اپنے بندوں کے لیے

میں اپنے قاری سے دوبارہ گزارش کروں گا کہ کتاب کا بقیہ حصہ تنہائی میں پڑھیں۔ تاکہ بہتے آنسوؤں سے اللہ کی محبت دل میں سرایت کر جائے۔ اللہ تعالیٰ قرآن میں کہتا ہے: (اے نبیؐ) کہہ دو کہ اے میرے بندو! جنھوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے، اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو جاؤ، یقیناً اللہ سارے گناہ معاف کر دیتا ہے، وہ تو غفور و رحیم ہے۔ پلٹ آؤ اپنے ربّ کی طرف اور مطیع بن جاؤ اُس کے، قبل اِس کے کہ تم پر عذاب آ جائے اور پھر کہیں سے تمہیں مدد نہ مل سکے۔ اور پیروی اختیار کرو اپنے ربّ کی بھیجی ہوئی کتاب کے بہترین پہلو کی، قبل اس کے تم پر اچانک عذاب آ جائے اور تم کو خبر بھی نہ ہو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ بعد میں کوئی شخص کہے "افسوس میری اس تقصیر پر جو میں اللہ کی جناب میں کرتا رہا، بلکہ میں تو الٹا مذاق اڑانے والوں میں شامل تھا" یا کہے "کاش اللہ نے مجھے ہدایت بخشی ہوتی تو میں بھی متقیوں میں سے ہوتا" یا عذاب دیکھ کر کہے "کاش مجھے ایک اور موقع مل جائے اور میں نیک عمل کرنے والوں میں شامل ہو جاؤں" (اور اس وقت اسے یہ جواب ملے گا) "کیوں نہیں، میری آیات تیرے پاس آ چکی تھیں، پھر تو نے اُنہیں جھٹلایا اور تکبر کیا اور تو کافروں میں سے تھا"۔ آج جن لوگوں نے خدا پر جھوٹ باندھے ہیں قیامت کے روز تم دیکھو گے کہ اُن کے منہ کالے ہوں گے۔ کیا جہنم میں متکبروں کے لیے کافی جگہ نہیں ہے؟ اِس کے برعکس جن لوگوں نے یہاں پرہیزگاری اختیار کی، اللہ ان کو ان کے تقویٰ کے بدلے نجات دے گا، ان کو نہ کوئی نقصان پہنچے گا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ اللہ ہر چیز کا خالق ہے اور وہی ہر چیز کا نگہبان ہے۔ زمین اور آسمانوں کے خزانوں کی کنجیاں اُسی کے پاس ہیں۔ اور جو لوگ اللہ کی آیات سے کفر کرتے ہیں وہی گھاٹے میں رہنے والے ہیں (39:53- 63)۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی محبت کو سمجھانے کے لیے میں اس کی رحمت کے چند قصے بیان کروں گا۔ یہ واقعات اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے تعلق، محبت اور امید کو بڑھانے کا سبب ہوں گی۔ ایک ایمان والا جب اظہارِ ندامت کرتا ہے اور اُس کی ندامت اُس کے گناہوں کے لیے ناکافی ہو، تو اللہ تعالیٰ عرش کے فرشتوں کو حکم دیتے ہیں کہ اس بندے کے لیے مغفرت کی دعا کرو تاکہ اُس کے سارے گناہ دھل جائیں۔ یہ ہے ہمارا رحیم و کریم ربّ۔ اے اللہ تیرا شکر۔

اے لوگو! جب ایک بچہ اپنی ماں کی اطاعت نہیں کرتا، اور جب وہ پچھتاوے اور ندامت کے ساتھ اُس کے پاس آتا ہے تو وہ اُسے بالآخر معاف کر دیتی ہے۔ ماں کو راضی کرنے لیے اُس کے پاس جانا پڑتا ہے، اُس کے دل

کو نرم کرنے کے لیے کچھ آنسو بہانا اور معافی مانگنا پڑتی ہے۔ دوسری طرف جب کسی بندے کو ساری عمر گناہ میں ڈوبا رہنے کے بعد ندامت کا احساس ہوتا ہے، تو نبیؐ نے فرمایا کہ اُس کے دل میں ہونے والے اس احساس کی وجہ سے اللہ سبحانہ و تعالیٰ بغیر توبہ کے اُسے کے سارے گناہ معاف کر دیتے ہیں۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جب ایک آدمی گناہ کرتا ہے اور پھر کہتا ہے، اے میرے مالک میں نے گناہ کیا ہے، براہِ مہربانی مجھے معاف کر دے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کہتا ہے، میرا بندہ جانتا ہے کہ اُس کا ایک آقا و مالک ہے جو معاف کرتا اور سزا دیتا ہے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کہتے ہیں کہ میں نے اُسے معاف کیا۔ کچھ عرصہ بعد وہ دوبارہ وہی گناہ کرتا ہے، اور اللہ سے پھر معافی مانگتا ہے۔ اللہ تعالیٰ پھر فرماتے ہیں، میرے بندے کو معلوم ہے کہ اُس کا ایک آقا و مالک ہے، جو معاف کرتا اور سزا دیتا ہے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ پھر فرماتے ہیں کہ میں نے اُسے معاف کیا۔ وہ پھر گناہ کرتا ہے اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے معافی طلب کرتا ہے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ پھر فرماتے ہیں، میرے بندے کو علم ہے اس کا ایک آقا و مالک ہے جو معاف کرتا اور سزا دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے اُسے معاف کیا(بخاری جلد دوم، حدیث:1117)۔ اے مسلمانو! اِس جہاں میں اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا جتنا آسان ہے، اگلے جہاں میں یہ اتنا ہی ناممکن ہو گا۔ اے مسلمانو! اپنے رحیم و کریم ربّ سے ہم کیسے ناامید ہو سکتے ہیں۔ لوٹ آؤ، وہ ہمارا انتظار کر رہا ہے۔ اگر ہم نے رجوع نہ کیا، تو سزا کے ذمہ دار ہم خود ہوں گے۔

اللہ سبحانہ و تعالیٰ استار رحیم و کریم ہے کہ اگر کوئی شخص گناہوں کی آخری حد کو چھولے اور گناہوں کے بار تلے دبا ہوا ہو، پھر وہ اپنی غلط روش پر شرمندہ اور نادم ہو جائے، تو رحیم ربّ نہ صرف اُس کے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے، بلکہ اُس کے گناہوں کو نیکیوں میں تبدیل کر دیتا ہے۔ سبحان اللہ! کچھ لوگ یہ سوچ کر کہ اِن کے گناہ ناقابلِ معافی ہیں، ناامید ہو جاتے ہیں۔ جبکہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ اپنی امید قائم رکھتا ہے، کہ ایک دن اُس کا بندہ اُس کے طرف لوٹ آئے گا۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ قرآن میں پوچھتے ہیں: "اے میرے بندے کس چیز نے تجھے میری رحمت سے مایوس کر دیا، میں تمام گناہ معاف کر دیتا ہوں۔ تو میری طرف لوٹ آ، میں تیرے سارے گناہ معاف کر دوں گا، چاہے اُنھوں نے زمین اور آسمان کو کیوں نہ ڈھانپ رکھا ہو"۔ اے لوگو! ہمارا ربّ ہم سے ہماری ماؤں سے ستر گنا زیادہ پیار کرتا ہے۔ چونکہ اُسے راضی کرنا آسان ہے، لہٰذا اُس کی رحمت سے کبھی مایوس نہ ہونا، بس صدق دل سے تائب ہو جاؤ۔ اے اللہ ہمیں معاف فرما۔ آمین!

ایک بدو رسول اللہؐ کے پاس آیا اور سوال کیا کہ یومِ جزا ہمارا حساب کون لے گا؟ رسول اللہؐ نے فرمایا، اللہ ہمارا حساب لے گا۔ بدو نے استفسار کیا، کہ کیا اللہ ہمارا حساب لے گا؟ نبیؐ نے دوبارہ کہا ہاں وہی ہمارا حساب لے گا۔

بدو مسکرانے لگا۔ نبیؐ نے پوچھا، تم کیوں مسکرا رہے ہو؟ اُس نے کہا کہ وہ اِس لیے مسکرا رہا ہے، **کیونکہ اللہ تعالیٰ الکریم ہیں، اِس لیے اُسے زیادہ پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔**

ایک صحابی بیان کرتے ہیں کہ نبیؐ ہمارے پاس آئے، اس وقت ہم ہنس رہے تھے۔ آپؐ نے کہا، تم ہنس رہے ہو اور آتش دوزخ تمہارے قریب ہے۔ آپؐ نے فرمایا ہنسو مت۔ جب آپؐ چلے گئے، ہمیں ایسا محسوس ہوا جیسے ہمارے اوپر گِدھ منڈلا رہے ہوں۔ تھوڑی ہی دیر بعد نبیؐ ہمارے پاس دوبارہ تشریف لائے اور کہا کہ جبرائیلؑ اُن کے پاس آئے اور کہا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرے بندے مجھ سے ناامید ہو جائیں گے۔ اور آپؐ کو کہا ہے کہ لوگوں کو بتائیں کہ اللہ معاف کرنے والا رحیم ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ نے کہا کہ میں نے رسول اللہؐ سے سنا، آپؐ نے فرمایا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنی رحمت کو سو حصوں میں تقسیم کیا اور ننانوے حصے اپنے پاس رکھے، اور ایک حصہ اپنی مخلوق میں تقسیم کیا۔ اِسی ایک حصہ کی وجہ سے ایک گھوڑا بھی خیال رکھتا ہے کہ اُس کے کھر اُس کے بچے کو زخمی نہ کر دیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی رحمت نے ہر چیز کو گھیر رکھا ہے (صحیح مسلم، باب رحمت اللہ، نمبر 7151، Ref#15)۔

اے اہل ایمان سنو، حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہؐ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ فیصلے کے دن اللہ سبحانہ وتعالیٰ ایک ایمان والے کو قریب لائے گا، پھر اُس کو اپنی چادر میں چھپا لے گا پھر وہ اُس سے پوچھے گا کہ کیا اُسے یاد ہے کہ اُس نے فلاں فلاں گناہ کیا تھا۔ ایمان والا کہے گا ہاں، میرے آقا! اللہ تعالیٰ اس کے سارے گناہوں کی باز پُرس کریں گے، یہاں تک کہ وہ ان سارے گناہوں کا اقرار کر لے گا (جس کی اس نے توبہ نہیں کی تھی)۔ جس سے ایمان والا شخص خوفزدہ ہو جائے گا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اُس سے کہیں گے کہ میں نے دنیا میں تیرے گناہوں کا پردہ رکھا اور آج میں تجھے معاف کرتا ہوں۔ سبحان اللہ! اور اُسے نیکیوں کی کتاب دائیں ہاتھ میں دے دی جائے گی۔ جہاں تک منکرین کا تعلق ہے اُن سے سب کے سامنے سوال جواب ہو گا اور اُنہیں کتابِ سجین بائیں ہاتھ میں تھمائی جائے گی۔ (صحیح بخاری، جلد اول ص 330)۔

اے لوگو! جب رات کا اندھیرا چھا جاتا ہے، تو دنیا کی عدالتیں بند ہو جاتی ہیں، محلات بند ہو جاتے ہیں، دروازے مقفل کر دیئے جاتے ہیں، محافظوں کو اپنی جگہ پر تعین کر دیا جاتا ہے، کیونکہ یہ کام کے اوقات کے بعد ہے۔ وہ اپنی موج مستیوں میں مست میں، اور وہ کسی کی سننے یا خاطر داری کرنے کو تیار نہ نہیں ہیں۔ دوسری طرف جب اکثریت غفلت کی نیند سو رہی ہوتی ہے، اس وقت اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنی شان و شوکت

اور عظمت و وقار کے ساتھ اپنی شان کے مطابق پہلے آسمان پر اُترتے ہیں اور رات کے آخری تہائی حصہ میں پکارتے ہیں "ہے کوئی جو مجھے پکارے، تاکہ میں اُسے جواب دے سکوں۔ ہے کوئی ضرورت مند جس کی میں ضرورت پوری کردوں۔ ہے کوئی حاجت مند جس کی میں حاجت پوری کردوں۔ ہے کوئی میری بخشش کا طالب تاکہ میں اُسے بخش دوں"۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ پھر پوچھتے ہیں **"ہے کوئی جس نے میرے دروازے پر دستک دی ہو اور اُسکے لیے دروازہ نہ کھلا ہو؟ ہے کوئی جس نے مجھ سے سوال کیا ہو اور اُسے نہ دیا گیا ہو** (اگر وہ آپ کو اس دنیا میں نہیں دیتا تو وہ آپ کو اگلے جہاں میں اتنا دے گا کہ آدمی یہ خواہش کرے گا کہ کاش دنیا میں اُس کی کوئی خواہش پوری نہ ہوتی)" (صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، نمبر 1174، Ref#8)۔ اے لوگو! انسانوں سے مت مانگو، اُس واحد ہستی سے مانگو جس کے دروازے کبھی بند نہیں ہوتے، جس کی محبت ان تھک ہے، جس کے گودام کبھی خالی نہیں ہوتے۔ رحیم و کریم ربّ کہتا ہے، "اے میرے بندے جب تو مجھے یاد کرتا ہے تو میں بھی تجھے یاد کرتا ہوں، جب تو مجھے بھول جاتا ہے میں تب بھی تجھے یاد رکھتا ہوں۔ اللہ کہتے ہیں، "اے ابن آدم! اگر تم مجھ سے منہ پھیر لو اور اپنے دن و رات میری نافرمانی میں گزار دو، اور اگر تم جان سکو کہ میں تم سے کس قدر محبت اور تم پر شفقت کرتا ہوں تو خوشی سے تمہارے جوڑ تقسیم ہو جائیں۔ اے ابن آدم اگر میری یہ محبت اُن لوگوں کے لیے ہے جنہوں نے میرے احکام کو توڑا ہے، نافرمانی کی ہے، تو میری محبت اُن لوگوں کے لیے کتنی ہوگی جو میرے فرمابردار ہیں۔ یہ ہے اللہ، میرا اور آپ کا آقا و مالک، محبت کرنے والا، الرحیم، العفو۔ اے اللہ، ہم آپ کی محبت کی برابری نہیں کر سکتے۔ اے اللہ، ہمارے اندر اپنی محبت راسخ کر دے تاکہ ہم تجھ سے دل کی گہرائیوں سے محبت کریں اور انتہائی کوشش سے تجھے راضی کریں۔ اے اللہ، تمام تعریفیں اور شکر تیرے لیے ہیں۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہمیں تسلی دیتے ہوئے فرماتے ہیں "اے ابن آدم، کسی طاقت و حاکمیت سے نہ ڈر جب تک میری حاکمیت قائم ہے اور میری حاکمیت کبھی ختم نہیں ہوگی۔ اے ابن آدم، رزق کی تنگی سے نہ ڈر جب تک میرے خزانے بھرے ہوئے ہیں اور میرے خزانے کبھی ختم نہیں ہوتے۔ اے ابن آدم، میں نے پہلے ہی تیرے رزق کا حصہ مقرر کر دیا ہے اور تمہیں اِس کے لیے اپنے آپ کو ہلکان نہیں کرنا چاہیے (یعنی ہمارے اعضاء کام کریں گے اور ہمارا بھروسہ اللہ پر ہوگا)۔ اے ابن آدم، میں نے تمہارے رزق کی ضمانت دی ہے، اور اپنی عظمت و طاقت کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر تم اِس پر مطمئن ہوگے جو میں نے تمہارے لیے مقدر کیا، تو میں تمہارے دلوں اور جسموں کو راحت سے بھر دوں گا، اور تمہاری تعریف کروں گا، اور اگر تم

مطمئن نہیں، تو میں اپنی عظمت اور طاقت کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں تم پر دنیا کو چھوڑ دوں گا، جہاں تم جنگلی جانوروں کی طرح دوڑو گے، اور پھر بھی تمہیں تمہارے مقدر سے زیادہ نہیں ملے گا۔ اے ابن آدم، میں نے سات آسمان اور زمین بغیر مشقت کے پیدا کیے۔ پھر کیا میرے لیے یہ مشکل ہے کہ میں تمہاری طرف ایک روٹی کا ٹکڑا بھیج دوں۔ اے ابن آدم، مجھ سے کل کا رزق نہ مانگ، جیسے میں تجھ سے کل کے اعمال نہیں مانگتا۔ اے ابن آدم، میں تجھ سے محبت اور تجھ پر شفقت کرتا ہوں، اور یہ میرا حق ہے تجھ پر کہ تو بھی مجھ سے محبت کرے"۔ شکریہ اے اللہ، ہم بھی تجھ سے محبت کرتے ہیں۔ ان شاءاللہ!

اے مسلمانو، جبرائیلؑ نبیؐ کے پاس آئے اور کہا کہ فرشتے آپ کی اُمت کے تمام اعمال لکھتے ہیں، لیکن وہ آپ کی اُمت کے آنسو نہیں لکھتے۔ رسول اللہؐ نے جبرائیلؑ سے پوچھا کہ وہ میری اُمت کے آنسو کیوں نہیں لکھتے؟ (اللہ اکبر! اے اللہ ہم اپنے آپ کو تیری رحمت کے سپرد کرتے ہیں)۔ جبرائیلؑ نے نبیؐ کو بتایا کہ آپؐ کے اُمتی کا ایک آنسو جہنم کے سمندروں کو بجھا دیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ فرشتے آپ کی اُمت کے آنسو نہیں درج کرتے۔ اے مسلمانو، اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی رحمت کے دروازے کھلے ہیں، اللہ انتظار کر رہا ہے اور کہہ رہا ہے، اے ابن آدم، اے انسان، اگر تو میرے احکام کو پامال کرتے ہوئے گناہ در گناہ کرتے جائے، یہاں تک کہ وہ تمام دنیا اور آسمان کو گھیر لیں، اور پھر تم نادم ہو کر میری طرف رجوع کر لو اور کہو، "اے اللہ مجھے معاف فرما"۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کہتے ہیں، "میں تمہیں معاف کر دوں گا اور مجھے تمہارے گناہوں کی کوئی پرواہ نہیں"۔ یہ ہے ہمارے آقا و مالک کی رحمت کی وسعت۔ اللہ ہم سے ہماری ماؤں سے ننانوے گناہ زیادہ پیار کرتا ہے۔ شیطان ہمیں دوسروں کی طرف رجوع کراتا ہے۔ اے مسلمانو! ابھی دیر نہیں ہوئی، رحیم ربّ کی طرف لوٹ آؤ۔ اے اللہ، ہم نے اپنے ساتھ زیادتی کی ہے، ہمیں معاف فرما۔ آمین

اللہ سبحانہ وتعالیٰ جہنم کی آگ سے دو افراد کو باہر نکالیں گے اور اُن سے پوچھیں گے کہ جہنم کی آگ کیسی ہے؟ وہ کہیں گے اے اللہ، یہ رہنے کی بد ترین جگہ ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرمائیں گے کہ تم اپنے اعمال کی وجہ سے اِس میں داخل ہوئے ہو، میں نے تمہارے ساتھ کوئی زیادتی نہیں کی، لہٰذا، حکم ہو گا کہ واپس جہنم میں چلے جاؤ۔ تو ایک آدمی جہنم کی طرف دوڑ پڑے گا جبکہ دوسرا کھڑا رہے گا۔ اللہ تعالیٰ اُس آدمی کو واپس بلائیں گے جس نے جہنم کی طرف دوڑنا شروع کر دیا تھا۔ اللہ اُس سے پوچھیں گے کہ تم نے ابھی کہا تھا کہ جہنم کی آگ بہت بری جگہ ہے پھر تم اُس کی طرف کیوں دوڑے؟ وہ کہے گا اے میرے مالک میں نے زمین پر اپنی پوری زندگی تیری نافرمانی میں گزاری، مجھے اپنی غلطی کا احساس ہو گیا ہے، اسی لیے میں نے فیصلہ کیا کہ میں

آپ کے اِس حکم کو بجالانے میں جلدی کروں۔ اللہ تعالیٰ اُسے معاف کر کے جنت میں داخل کر دیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ دوسرے آدمی سے پوچھیں گے کہ تم نے میرا حکم کیوں نہیں مانا؟ وہ کہے گا، اے اللہ، یہ میرا آپ کے بارے میں حسن ظن تھا کہ آپ نے مجھے جہنم کی آگ سے نکالا، اور یہ کہ آپ مجھے واپس جہنم میں نہیں ڈالیں گے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کہیں گے تمہیں بھی میں نے معاف کیا، اور اُسے بھی جنت میں بھیج دیں گے (جواہر اسلامی تاریخ، صفحہ 649)۔ سبحان اللہ! یہ ہے میرا اور آپ کا ربّ، اے اللہ، ہمیں معاف فرما۔ آمین!

یومِ جزا ایک آدمی کے اعمال کا وزن ہو گا، تو اُس کی برائیاں اُس کی نیکیوں سے زیادہ ہوں گی، اس کے باوجود حکم ہو گا، اے فلاں بن فلاں اپنے اعمال کی وجہ سے جنت میں داخل ہو جا۔ وہ آدمی کہے گا اے اللہ کیسے؟ میری برائیاں میری نیکیوں سے زیادہ ہیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرمائے گا کہ فلاں، فلاں رات تم بے چینی کی وجہ سے سو نہیں سکے تھے، تم کروٹ بدلتے ہوئے اللہ، اللہ، اللہ، کہتے اور پھر سو گئے، تم اِس کے متعلق بھول گئے، میں نہ سوتا ہوں اور نہ بھولتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کہیں گے کہ میں نے اللہ، اللہ، اللہ کے بدلے تمہیں جنت عطا کی۔ اے اللہ، تیری رحمت نہ ختم ہونے والی ہے ہمیں بھی بخش دے۔ اے اللہ، ہم ہاتھ جوڑ کر اور شرم سے سر جھکائے تیری مغفرت کے طلب گار ہیں، ازراہِ کرم، ازراہِ کرم.... ہمیں معاف فرما۔ آمین

اب میں ماضی کے کچھ سچے واقعات بیان کروں گا، جو بندوں کے لیے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی رحمت کو ظاہر کرتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ موسیٰؑ کے زمانہ میں شدید خشک سالی آئی۔ بنی اسرائیل کے لوگ حضرت موسیٰؑ کے پاس آئے اور کہا کہ اے موسیٰؑ بچے فاقہ کا شکار ہو رہے ہیں، بزرگ اذیت میں مبتلا ہیں، جانور مر رہے ہیں، اور سبزہ ونباتات خشک ہو چکے ہیں۔ اللہ سے دعا کریں کہ ہم پر بارانِ رحمت نازل کرے۔ موسیٰؑ نے صحرا میں کھلے علاقے میں بنی اسرائیل کو جمع کیا اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دعا کی "اے اللہ، بچے فاقہ کا شکار ہو رہے ہیں، بزرگ مصیبت میں مبتلا ہیں، جانور مر رہے ہیں، اور سبزہ ونباتات خشک ہو چکے ہیں، ہم پر اپنی بارانِ رحمت برسا"۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے جواب میں موسیٰؑ کو کہا کہ تمہارے درمیان ایک بندہ ہے جو چالیس سال سے میری نافرمانی کر رہا ہے اُسے کہو کہ اجتماع سے نکل جائے، میں بارش برسا دوں گا۔ موسیٰؑ نے اجتماع کی طرف دیکھا اور کہا وہ جو بھی شخص ہے، وہ ہم پر رحم کرے اور یہاں سے چلا جائے، تاکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ بارش برسا دیں۔ اُس شخص کو سمجھ آ گئی کہ اللہ اُس کے بارے میں کہہ رہے ہیں۔ اس نے دائیں بائیں دیکھا، کوئی بھی اجتماع چھوڑ کر نہیں جا رہا تھا۔ اس نے چادر سے اپنے منہ کو ڈھانپا اور رونا شروع کر دیا، کیونکہ لوگ تکلیف میں تھے، اور بارش اُس وقت تک نہیں برسے گی جب تک وہ اجتماع سے باہر نہیں جاتا۔ اور اگر وہ اجتماع سے باہر جاتا ہے

تو لوگوں کو پتہ چل جائے گا کہ میں وہ آدمی ہوں جو چالیس برس سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی نافرمانی کر رہا ہے۔ اسے بہت دکھ ہوا کہ اُس کی وجہ سے لوگ تکلیف میں مبتلا ہیں۔ اُس نے صدق دل سے ندامت اور پچھتاوے کے آنسوؤں کے ساتھ اللہ سے معافی مانگی۔ جونہی اُس کے آنسو زمین پر گرے، اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اُسے معاف کر دیا اور ساتھ ہی بارش برسنا شروع ہو گئی۔ موسیٰؑ نے تعجب سے کہا "اے اللہ مجمعے میں سے کوئی نہیں نکلا، پھر بھی تو نے بارش بھیج دی"۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے کہا "میں نے جس کی وجہ سے بارش روکی تھی اُسی کی ندامت کی وجہ سے نازل کی ہے"۔ موسیٰؑ نے کہا کہ اے اللہ ہمیں وہ اپنا تائب بندہ دکھا جس کی وجہ سے بارش آئی تاکہ ہم اُس کا شکریہ ادا کر سکیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے جواب دیا، اے موسیٰؑ چالیس سال اُس نے میری نافرمانی کی، میں نے اس کا پردہ رکھا، اب جب اُس نے توبہ کر لی تو تمہارا کیا خیال ہے میں اُس کا راز فاش کر دوں گا، نہیں۔ اے اللہ، تیری رحمت کی کوئی حد نہیں۔ ہم اُس کا کبھی احاطہ نہیں کر سکتے۔ اے اللہ، ہمیں معاف کر دے۔ آمین

قارون بنی اسرائیل کا ایک دولت مند آدمی تھا۔ وہ دکھاوے کا شوقین تھا۔ دس طاقتور آدمی اُس کے خزانے کی چابیاں اٹھاتے تھے۔ ایک دن قارون نے حضرت موسیٰؑ سے پوچھا کہ بدکاری کی کیا سزا ہے۔ موسیٰؑ نے جواب دیا کہ سنگسار کرنا۔ قارون نے کہا اور اگر آپ کریں تو؟ موسیٰؑ نے کہا مجھ پر بھی اُسی سزا کا اطلاق ہو گا۔ قارون نے ایک عورت کو اشارہ کیا اور کہا کہ اپنی کہانی سناؤ۔ اُس عورت نے کہا کہ موسیٰؑ نے اُس کے ساتھ بدکاری کی ہے۔ موسیٰؑ چونک گئے، آپؑ کو سمجھ میں نہ آیا کہ کیا کہیں۔ آپؑ سجدہ میں گر پڑے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے مدد مانگی۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے موسیٰؑ سے کہا، آپ اٹھیں اور عورت سے پوچھیں کہ اُس نے آپ پر کیوں تہمت لگائی؟ موسیٰؑ اٹھے اور عورت سے پوچھا کہ اُس نے آپ پر کیوں تہمت لگائی؟ عورت نے کہا کہ قارون نے اسے آپ پر بہتان لگانے کے لیے پیسے دیئے تھے۔ موسیٰؑ نے ہاتھ اُوپر اٹھا کر اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دعا کی کہ وہ قارون کو سزا دے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے حکم پر قارون زمین میں دھنسنا شروع ہو گیا۔ جب وہ ٹخنوں تک زمین میں دھنس گیا تو اس نے موسیٰؑ سے معافی مانگنا شروع کر دی۔ موسیٰؑ بہت غصہ میں تھے، آپ نے کہا اور دھنسو، تم نے اللہ کے پیغمبر پر بہتان لگایا ہے۔ وہ گھٹنوں تک دھنس گیا اور اپنے کیے پر ندامت اور پچھتاوے کا اظہار کرتا رہا۔ حضرت موسیٰؑ اسے معاف کرنے پر تیار نہ ہوئے۔ قارون کولہوں تک دھنس گیا، اور موسیٰؑ سے معافی مانگتا رہا، یہاں تک کہ وہ گردن تک زمین میں دھنس گیا۔ قارون پچھتاوے کے ساتھ معافی کی درخواست کرتا رہا، لیکن موسیٰؑ نے اُسے معاف نہ کیا اور وہ اپنی دولت کے ساتھ زمین میں غرق ہو گیا۔ اللہ

سبحانہ وتعالیٰ نے موسیٰؑ پر وحی نازل کی اور کہا اے موسیٰؑ قارون میرا بندہ تھا وہ تم سے معافی مانگتا رہا۔ تم نے اُسے معاف نہ کیا۔ اگر وہ ایک دفعہ مجھ سے معافی مانگتا، تو میں اُسے معاف کر دیتا(جواہر اسلامی تاریخ، صفحہ:86)۔ سبحان اللہ! اس حقیقت کے باوجود کہ قارون نے اللہ کے پیغمبر موسیٰؑ پر تہمت لگائی تھی۔ اگر وہ اللہ تعالیٰ سے توبہ کرتا تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ اُسے معاف کر دینے کے لیے تیار تھے۔ حضرت موسیٰؑ اللہ کے پانچ طاقتور ترین رسولوں میں سے ایک ہیں اور آپ چھٹے آسمان پر رہائش پذیر ہیں۔ یہ ہے ہمارا ربّ۔ ہم اُس سے کیسے ناامید ہو سکتے ہیں؟

ایک بدو خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہوئے یا کریم یا کریم کا ورد کر رہا تھا۔ نبیؐ اُس کے پیچھے پیچھے چل رہے تھے۔ آپؐ نے بھی یا کریم یا کریم کا ورد شروع کر دیا۔ بدو سمجھا کہ میرے پیچھے آنے والا شخص میرا مذاق اڑا رہا ہے۔ وہ پیچھے مڑا اور نبیؐ سے کہنے لگا کہ تم میرا مذاق اڑا رہے ہو، میں رسول اللہؐ سے تمہاری شکایت کروں گا۔ نبیؐ نے پوچھا کیا تم اپنے نبیؐ سے ملے ہو۔ اُس نے جواب دیا، نہیں۔ رسول اللہؐ نے اُسے بتایا کہ وہ ہی اللہ کے رسول ہیں، تم جو کہہ رہے تھے وہ مجھے اچھا لگا اس لئے میں بھی اُسے دُہرا رہا تھا۔ بدو صحابی نے آپؐ کے ہاتھوں پر بوسہ دیا اور آپؐ کے پاؤں پر بوسہ دینے کے لیے بیٹھا، تو نبیؐ نے اُسے کھڑا ہونے کو کہا، اور کہا کہ پاؤں پر بوسہ نہ دو، میں بادشاہ نہیں ہوں۔ اس موقع پر جبرائیلؑ تشریف لائے اور آپؐ کو اپنا اور اللہ کا سلام پہنچایا۔ پھر انہوں نے رسول اللہؐ کو اس صحابی کے لیے اللہ کا پیغام دیا۔ اللہ نے اسے کہا تھا کہ یا کریم یا کریم پکارنے کے باوجود اُسے حساب دینا ہو گا۔ جب نبیؐ نے اللہ کا پیغام صحابی کو پہنچایا تو بدو صحابی جلال میں آ گیا اور کہنے لگا، اگر اللہ میرا احساب لے گا، تو میں اللہ کا حساب لوں گا۔ نبیؐ اور صحابہ کرام اُس کی بات سے پریشان ہو گئے۔ نبیؐ نے صحابی سے پوچھا کہ وہ کس طرح اللہ کا حساب لے گا۔ اُس نے کہا کہ اگر اللہ اس سے اس کے گناہوں کا حساب لے گا تو پھر میں اللہ سے اُس کی رحمت و شفقت اور درگزر وغیرہ کا حساب لوں گا۔ جبرائیلؑ پھر نازل ہوئے اور نبیؐ کو کہا کہ وہ اُس بدو صحابی کو بتائیں کہ اللہ کہتا ہے کہ نہ تم میرا احساب لو نہ میں تمہارا احساب لوں گا(جواہر اسلامی تاریخ، صفحہ 603)۔ یہ ہے ہمارا رحیم ربّ۔ وہ ہمیں بتانا چاہتا ہے کہ اگر ہمارا اُس پر یقین پختہ ہے تو پھر حساب کتاب کی کوئی اہمیت نہیں، کیونکہ وہ گناہوں کو معاف کرنے والا ہے۔ جب ہمارا اللہ سبحانہ وتعالیٰ پر پختہ ایمان ہو گا، تو پھر ہم اللہ کے رنگوں میں رنگ جائیں گے۔ یہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے سچی محبت کی وجہ سے ہو گا۔

حضرت ابو سعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا، بنی اسرائیل میں ایک آدمی تھا جس نے ننانوے قتل کئے۔ ایک دن خوف خدا کی وجہ سے جاگا، اپنے گھر سے نکلا اور ایک رِبی (یہودی عالم) کے پاس گیا، اور اُس سے سوال کیا کہ کیا اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ہاں اُس کے لیے مغفرت کا راستہ ہے۔ رِبی نے اُسے کہا کہ

تمہارے لیے کوئی معافی ومغفرت نہیں ہے۔اُس نے رِبی کو بھی قتل کر کے سو قتل مکمل کر دیئے۔اُسے پھر خوفِ خدانے جکڑ لیا۔اس نے لوگوں سے پوچھنا شروع کیا کہ کوئی طریقہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی ندامت و شرمندگی کے بدلے اسے معاف کردیں۔ایک آدمی نے اُسے مشورہ دیا کہ وہ فلاں قصبے میں چلا جائے جہاں نیک لوگ رہتے ہیں اور وہ اُن کے ساتھ رہ کر اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے توبہ کرے۔ان شااللہ،اللہ سبحانہ وتعالیٰ اُسے معاف کردیں گے۔اُس نے اُس قصبہ کی طرف سفر شروع کیااور راستے میں اُس کا انتقال ہو گیا۔جب اُس کا انتقال ہوا، تو جنت اور دوزخ کے فرشتے اُس کی روح لینے کے لیے آگئے۔اُن کے درمیان تنازع شروع ہو گیا۔ جنت کے فرشتے کہنے لگے کہ وہ توبہ وندامت کے ارادے کے ساتھ جارہا تھا،اس لیے یہ جنتی لوگوں میں سے ہے۔دوزخ کے فرشتے کہنے لگے کہ اُس نے مجرمانہ زندگی گزاری ہےاور یہ دوزخی ہے۔اللہ تعالیٰ نے برائی کے قصبہ کو حکم دیا کہ اپنے آپ کو میت سے دور لے جائے اور نیکی کی بستی کو حکم دیا کہ وہ میت کے قریب آجائے۔پھر اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ وہ دونوں قصبوں کا میت سے فاصلہ ناپ لیں۔ اگر وہ نیک لوگوں کی بستی سے ایک بالشت بھی قریب ہے تو اُس کو بخش دیا جائے گا۔ (بخاری،کتاب بدء الخلق، Ref#12،3470)۔اے اللہ،بیشک تیری رحمت ہر چیز پر غالب ہے۔اے اللہ،ہم بھی ڈرے اور سہمے ہوئے ہیں اور ہمیں بھی تیری رحمت کی آس ہے،ہمیں معاف فرما۔آمین

ایک حدیث میں بیان کیا گیاہے کہ ایک آدمی نے ساری زندگی اپنے ربّ کے احکامات کو نظرانداز کر کے اپنے اُوپر زیادتی کرتارہا(گناہ)،اور لاعلمی کی وجہ سے،وہ اللہ تعالیٰ کے اوصاف سے بھی ناواقف تھا۔بستر مرگ پر اُسے اپنا ماضی یاد آیا تو اللہ کے خوف نے اُسے پریشان کردیا،وہ اتنا خوفزدہ ہوا کہ اُس نے اپنے بیٹوں کو وصیت کی کہ جب وہ مر جائے تو وہ اُس کے جسم کو جلا کر نصف راکھ زمین پر اور نصف کو سمندر میں بکھیر دے،تاکہ اُس کا کچھ نہ بچے،اور اُسے سزا کے لیے دوبارہ زندہ نہ کیا جاسکے۔اُس نے اپنے بیٹوں سے کہا،وہ بڑا گناہ گار ہے اور قسم اللہ کی اگر اللہ نے اُسے پکڑ لیا تو وہ اُسے ایسی سزادے گا جو اُس نے کسی کو زمین اور آسمانوں میں نہ دی ہو گی۔جب اس کا انتقال ہوا تو اُس کے بیٹوں نے اس کے جسم کو جلا کر آدھی راکھ زمین پر اور آدھی سمندر پر مختلف جگہوں میں بکھیر دی۔اللہ نے سمندر اور زمین کو اُس کی تمام راکھ اکٹھی کرنے کا حکم دیا،اور اُس کی تمام راکھ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی عدالت میں پیش کی گئی۔اللہ نے اُسے دوبارہ زندہ کیااور پوچھا کہ اُس نے اِس طرح کی وصیت کیوں کی؟وہ بہت خوفزدہ تھا،اُس نے کہااے میرے آقا مجھے علم ہے کہ میں نے زمین پر کس طرح زندگی گزاری اور میں نے آپ کے خوف کی وجہ سے ایسی وصیت کی (سنن ابن ماجہ،Ref#2،4255)۔اللہ نے اپنی

رحمت سے اُسے معاف کر دیا۔ اے اللہ، ہماری صورت حال بھی ایسی ہے، براہِ مہربانی ہمیں بھی معاف کر دے، تیرے سوا کوئی بخشنے والا نہیں۔ آمین!

ایک شخص اسلام قبول کرنے کے باوجود، خفیہ طور پر ناپسندیدہ گانے گاتا تھا۔ اُس کی آواز خوبصورت تھی اور بہت سے لوگ اُس کے گرویدہ(Fan) تھے۔ گانے کی وجہ سے اُس کی آمدنی کافی تھی۔ اُس کی بیوی کا انتقال ہو گیا، اور اُس کی کوئی اولاد نہ تھی۔ حضرت عمرؓ کے عہد خلافت میں وہ بوڑھا ہو چکا تھا اور اُس کے دانت گر چکے تھے، لہٰذا وہ اب گا بھی نہیں سکتا تھا، جس کی وجہ سے اُس کا ذریعہ آمدن ختم ہو گیا۔ اُس نے دوستوں سے پیسے ادھار لینا شروع کیے، کچھ عرصہ تک انہوں نے اس کی مدد کی پھر مدد کرنا بند کر دی۔ بغیر پیسوں کے کئی کئی دن وہ بھوکا رہتا۔ اُس نے اپنے گزرے وقت کو یاد کرنا شروع کیا، جب وہ جوان اور وجیہہ تھا، اس کی آواز خوبصورت تھی اور اُس کے ہزاروں پرستار تھے۔ آج وہ مجبور تھا، کوئی اُسے ایک وقت کا کھانا کھلانے کا روادار نہ تھا، وہ اپنی عمر، کمزوری اور بھوک کی وجہ سے بہت زیادہ پریشان تھا، اُس نے سوچنا شروع کیا کہ اگر اُس نے اپنی راتیں یادِ الٰہی میں گزاری ہوتیں تو وہ اُسے نہ دھتکارتا۔ وہ اپنی جوانی، وجاہت اور دولت کھو چکا تھا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو راضی کرنے کے لیے اس کے پاس کچھ نہ تھا۔ وہ اپنے خیالوں میں گم قبرستان میں داخل ہوا، اور ایک قبر کے قریب جھاڑی کے پاس بیٹھ گیا۔ اپنی جوانی کو یاد کرتے ہوئے اُس نے رونا شروع کر دیا اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے حضور یہ دعا کی، "اے رحیم وکریم میں اپنی جوانی کھو چکا ہوں اور تیرے دربار میں پیش کرنے کے لیے میرے پاس کچھ بھی نہیں۔ میں بوڑھا ہو گیا ہوں، چھڑی کے سہارے چلتا ہوں، منہ میں دانت نہیں ہیں اور کئی دنوں سے بھوکا ہوں۔ میری بینائی اور قوتِ سماعت بھی جواب دے رہی ہیں۔ اے میرے آقا و مالک میں اپنے کیے پر شرمندہ ہوں اور میرے پاس افسوس اور ندامت کے علاوہ کچھ نہیں، میں قبرستان میں آگیا ہوں تاکہ جب میرا انتقال ہو تو میں اپنی قبر کے قریب ہوں۔ اور کہا، اے اللہ مجھے معاف کر دے اور مجھے کھانا کھلا"۔ اسی حالت میں وہ سو گیا۔ جب وہ بیدار ہوا تو اُس نے دیکھا کہ ایک شخص اُس کی طرف آرہا ہے۔ وہ حضرت عمرؓ تھے اور اپنے سر پر کچھ اٹھائے ہوئے تھے، وہ ڈر گیا کہ وہ اُسے جھڑکیں گے۔ جب حضرت عمرؓ اُس کے پاس پہنچے تو اُنہوں نے اُس بنڈل کو نیچے رکھا جو اُنہوں نے سر پر رکھا ہوا تھا اور اُس سے کہا کہ وہ اُس کے لیے کھانا لائے ہیں۔ کھانا سامنے رکھ کر اُسے کہا کہ کھاؤ۔ بوڑھا آدمی حیران تھا کہ دنیا کی واحد سپر پاور کا حکمران اُسے کھانا پیش کر رہا ہے۔ اس نے پوچھا، یا امیر المؤمنین، آپ میرے لیے کھانا کیوں لائے ہیں؟ حضرت عمرؓ نے بتایا کہ دوپہر کا وقت تھا اور وہ آرام کر رہے تھے، جب خواب میں اُنہیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ

کی طرف سے پیغام موصول ہوا کہ میرا ایک دوست بھوکا ہے۔ جاؤ اُسے کھانا کھلاؤ۔ اِس لیے آپؓ نے اپنی بیوی کو کہا کہ جو کچھ کھانا گھر میں ہے اُسے باندھ دو۔ اُس نے گھر میں جو کچھ تھا اُسے باندھ کر آپؓ کو دے دیا۔ حضرت عمرؓ نے اپنی بیوی سے کہا کہ وہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے دوست سے ملنے جا رہے ہیں۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے دوست ہونے کے ناطے میں نے احترام میں کھانا اپنے ہاتھوں میں نہیں اُٹھایا بلکہ اُسے اپنے سر پر رکھا۔ حضرت عمرؓ نے کہا، اے اللہ کے دوست براہ مہربانی کھانا کھائیے۔ بوڑھے آدمی نے سوچا چند لمحے پہلے اُس نے اللہ سے ندامت و پچھتاوے کا اظہار کیا تھا، وہ ربّ کتنا رحم دل ہے کہ اُس نے تمام گناہوں کے باوجود مجھے معاف کر دیا اور حضرت عمرؓ کو مجھے کھانا کھلانے کا حکم دیا، یہی نہیں بلکہ مجھے اپنا دوست کہہ کر پکارا۔ اس نے کہا، اے اللہ تو انتہائی رحیم ہے، وہ اتنا گڑ گڑا کر رویا کہ اُس نے حضرت عمرؓ کے سامنے دم توڑ دیا (جواہر اسلامی تاریخ، صفحہ 337)۔ اے اللہ تیری رحمت اتنی وسیع ہے کہ اِس نے ہر چیز کا احاطہ کیا ہوا ہے، پھر ہم کس طرح آپ کی رحمت سے مایوس ہو سکتے ہیں۔ اے اللہ، ہمیں بھی اپنا دوست بنا لے۔ آمین!

نبیؐ کے ایک صحابی غریب تھے، اُنھوں نے اپنی یومیہ مزدوری سے کچھ پیسے بچائے تاکہ وہ عیدالاضحیٰ پر قربانی کے لیے جانور خرید سکے۔ اُنھوں نے ایک دُنبہ خریدا اور خوش خوش نبیؐ کو بتانے کے لیے چلے گئے۔ وہ اتنے خوش تھے کہ اُنھوں نے جانور کو بہت بڑھا چڑھا کر پیش کیا، جس کی وجہ سے نبیؐ نے اُسے کہا کہ وہ اپنا جانور اُنہیں دکھائے۔ تھوڑی دیر بعد وہ اپنے کندھوں کے گرد چادر لپیٹے اور اس میں کسی چیز کو پکڑے ہوئے آئے۔ جب انھوں نے نبیؐ کو دُنبہ دکھایا تو وہ بہت کمزور تھا اور اُس کی عمر بھی کم تھی۔ نبیؐ ناراض ہوئے اور اس کو کہا کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ خوب صورت ہے اور خوب صورت چیز کو پسند کرتا ہے۔ آپؐ نے اسے کہا اِسے لے جاؤ ایسے جانور کی قربانی نہیں ہوتی۔ اِس بات سے اُس کا دل ٹوٹ گیا۔ اُس نے ایک ہاتھ میں دُنبہ اٹھایا اور دوسرے ہاتھ کو اپنے سینے پر رکھا۔ جیسے ہی اس نے چلنا شروع کیا۔ عرش باری تعالیٰ کانپنا شروع ہو گیا۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے جبرائیلؑ کو بھیجا کہ وہ نبیؐ کو بتائیں کہ وہ صحابی کو بتائیں کہ اُس کے جانور کی قربانی قابلِ قبول ہے اور یہ بھی بتایا کہ اگر تمام اہلِ مدینہ کے لوگوں کے اجر کو اکٹھا کر دیا جائے تو اس کی قربانی کا اجر اُن سے زیادہ ہے۔ صحابی نے پوچھا کہ کیا قانون میں یہ رعایت سب کے لیے ہے یا صرف میرے لیے خاص ہے؟ نبیؐ نے فرمایا نہیں یہ صرف تمہارے لیے ہے (جواہر اسلامی تاریخ، صفحہ 226)۔ اے اللہ تیری محبت و شفقت بے مثال اور لامحدود ہے۔ براہ کرم اپنی رحمت کی بارش ہماری طرف بھی بھیج۔ آمین!

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ہاں سب سے محبوب عمل وہ ہے جو باقاعدگی کے ساتھ کیا جائے خواہ وہ انتہائی معمولی ہی کیوں نہ ہو۔ یہ کہانی امام جوزیؒ کی، امام احمد بن حنبلؒ پر تصنیف سے لی گی ہے۔ امام احمد بن حنبلؒ اپنے زمانہ میں امت مسلمہ کے مشہور ترین آدمی تھے۔ وہ اتنے مقبول تھے کہ بغیر میڈیا اور تیز ذرائع آمد ورفت کے، اُن کی نماز جنازہ کا اجتماع سب سے بڑا تھا۔ جس دن اُن کا انتقال ہوا، اُسی دن اُن کی نمازِ جنازہ میں شرکت کے لیے تیرہ لاکھ افراد آئے اور اُن کی تدفین ہوئی۔ امام صاحب اکثر علم حاصل کرنے کے لیے دور دراز کا سفر کرتے تھے تاکہ صاحبِ علم لوگوں سے ملیں۔ وہ بہت ہی حلیم الطبع انسان تھے، اور اکثر اپنے چہرے کو چھپا کر رکھتے تھے تاکہ لوگ اُن کو پہچان کر منبر پر نہ بٹھا دیں۔ اُنھوں نے ایک واقعہ بیان کیا کہ وہ ایک دن شام کی طرف سفر کر رہے تھے، تو رات بسر کرنے لیے ایک مسجد میں گئے۔ مسجد کے چوکیدار نے اُنہیں رات گزارنے کی اجازت دینے سے انکار کر دیا اور مسجد کو بند کرنا شروع کر دیا، امام صاحب نے اپنا سامان اٹھایا اور مسجد کے دروازے کے تھڑے پر لیٹ گئے۔ چوکیدار آیا اور کہا کہ ہٹو، تم یہاں پر بھی نہیں سو سکتے۔ امام احمد بن حنبلؒ نے کہا کہ اِن کے پاس رات بسر کرنے کے لیے کوئی جگہ نہیں۔ چوکیدار نے امام احمدؒ کو ٹانگوں سے گھسیٹتے ہوئے گلی کے وسط میں چھوڑ دیا۔ گلی کے بالکل دوسری جانب ایک نان بائی کی بیکری تھی، اس نے یہ سب کچھ دیکھا تو وہ امام احمدؒ کے پاس آیا اور اُنہیں پیشکش کی کہ جب تک وہ کام کر رہا ہے وہ اُس کی بیکری میں سو سکتے ہیں۔ امام احمدؒ اُس کی بیکری میں لیٹ گئے اور دیکھا کہ وہ کام کرتے ہوئے سبحان اللہ! الحمد للہ! لا اِلٰہ! اللہ اکبر کا مسلسل ذکر کر رہا ہے۔ وہ تمام رات اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتا رہا۔ امام صاحب کو حیرانی ہوئی کیونکہ اکثر لوگ چند منٹوں کے بعد تھک جاتے ہیں۔ امام احمدؒ نے اُس سے سوال کیا کہ وہ کتنے عرصہ سے تسبیح کر رہا ہے؟ نان بائی نے کہا اُس نے تمام زندگی تسبیح کی ہے۔ امام صاحب نے اس سے پوچھا کہ اُسے جنت کے علاوہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کیا ملا۔ اُس نے کہا کہ اُس نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے کبھی کسی چیز کے لیے دعا نہیں کی، اللہ بن مانگے اس کی حاجت پوری کر دیتا ہے۔ امام احمدؒ نے کہا سبحان اللہ! آپ نے کبھی اللہ تعالیٰ سے دعا نہیں مانگی اور اللہ بن مانگے آپ کی خواہش پوری کرتا ہے۔ اس نے کہا ہاں! پھر اُس نے توقف کیا اور کہا سوائے ایک چیز کے، امام احمدؒ نے کہا وہ کیا خواہش ہے۔ اُس نے کہا اُس کی خواہش ہے کہ وہ امام احمد بن حنبلؒ سے ذاتی طور پر ملاقات کرے۔ امام احمد پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے اور اُسے گلے لگایا اور کہا یہ احمد بن حنبل ہے جسے آپ سے ملاقات کروانے کے لے مسجد سے نکال دیا گیا اور ٹانگوں سے گھسیٹ کر آپ کی دہلیز پر پھینک دیا گیا تاکہ آپ اُس سے مل

لیں۔اے اللہ۔۔۔یہ ہے ہمارا مالک اللہ۔اے اللہ، ہمیں بھی اپنا دوست بننے کے قابل بنا دے۔اے اللہ، ہم تجھ سے راضی ہیں تو بھی ہم سے راضی ہو جا۔آمین!

بنی اسرائیل میں کفل نامی ایک شخص تھا جو بہت بدکار تھا۔اُس نے ایک انتہائی خوب صورت عورت دیکھی اور اُسے اس کے ساتھ زنا کے عوض ساٹھ دینار کی پیشکش کی،وہ راضی ہو گئی۔جب وہ اُس کے پاس گیا وہ کانپنے لگی۔کفل نے اُس سے کہا کہ کیا اُس نے اُسے اِس کام کے لیے مجبور کیا ہے؟اُس نے جواب دیا، نہیں،اور کہا کہ اصل وجہ یہ ہے کہ اُس نے اِس سے پہلے یہ کام کبھی نہیں کیا۔لیکن غربت اور بھوک اُسے یہاں لے آئی ہے۔اِس کے تین بہن بھائی، تین دن سے بھوکے ہیں۔کفل نے کہا تم نے جو کچھ کیا وہ غربت سے مجبور ہو کر کیا۔کفل نے کہا جاؤ اور ساٹھ دینار بھی لے جاؤ۔کفل نے اپنے آپ سے کہا کہ وہ اب کبھی دوبارہ اللہ سبحانہ وتعالٰی کی نافرمانی نہیں کرے گا۔ندامت وتوبہ کرنے کے بعد اُسی رات کفل کا انتقال ہو گیا۔صبح کے وقت اُس کے مکان میں داخل ہونے والے دروازے پر لکھا ہوا تھا کہ اللہ سبحانہ وتعالٰی نے کفل کو معاف کر دیا ہے(تفسیر قرطبی، جلد ۱۱، صفحہ Ref#5،328)۔اے اللہ، ہمیں بھی معاف فرما۔آمین!

حضرت حسن بصریؒ کی ایک خاتون شاگرد تھی،اس کا ایک جوان بیٹا تھا اور وہ گناہوں میں ڈوبا ہوا تھا۔اُس نے حضرت حسن بصریؒ سے پوچھا کہ اُسے کیا کرنا چاہیے، حضرت حسن بصری اُسے مشورے دیتے کہ فلاں فلاں طریقہ سے اُسے نصیحت کریں لیکن نتیجہ بے سود نکلتا۔ہر چند دن بعد اُس کی ماں حضرت حسن بصریؒ سے کہتی کہ اُس کے بیٹے کے لیے دعا کریں کہ اللہ اُسے ہدایت دے۔حسن بصریؒ طویل عرصہ تک اُس کے بیٹے کے لیے دعا کرتے رہے یہاں تک کہ وہ ناامید ہو گئے،اور سوچا کہ لڑکا کبھی اپنی اصلاح نہیں کرے گا۔ایک دن لڑکا بیمار ہو گیا اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اُس کی بیماری بڑھتی گئی۔موت کو قریب دیکھتے ہوئے لڑکے نے اپنی والدہ کو بلایا اور کہا کہ اُس کے پاس بہت تھوڑا وقت رہ گیا ہے۔وہ خود حسن بصریؒ کے پاس نہیں جا سکتا اور آپ مجھے اُٹھا کر لے کر نہیں جا سکتیں۔لہٰذا آپ حسن بصریؒ کے پاس جائیں اور اُنہیں کہیں کہ وہ ہمارے ہاں آئیں اور مجھے بتائیں کہ کس طرح ندامت کا اظہار اور توبہ کروں،اور جب میرا انتقال ہو تو وہ میری نماز جنازہ بھی پڑھائیں۔ماں بھاگ کر شیخ کے پاس پہنچی،اُن کو بتایا کہ اُس کے بیٹے کی حالت بگڑ رہی ہے اور وہ آپ سے ملاقات کرنا چاہتا ہے تاکہ وہ اللہ سے اظہار ندامت اور توبہ کا طریقہ سیکھ سکے،اور یہ کہ اس کی وفات پر آپ اس کی نماز جنازہ پڑھائیں۔حسن بصریؒ اُس وقت حدیث کی تعلیم اور سوالات کے جواب دے رہے تھے،انہوں نے اپنے تئیں سوچا کہ وہ اپنے اطوار کی اصلاح کبھی نہیں کرے گا۔انہوں نے اس کی ماں کو کہا کہ

اپنے بیٹے سے کہے کہ وہ نہیں آسکتے اور نمازِ جنازہ پڑھانے کے لیے کوئی اور آدمی ڈھونڈ لیں۔ جب نوجوان نے اپنی والدہ سے یہ سنا تو اُسے بہت دکھ ہوا، تب اُسے احساس ہوا کہ وہ اتنا برا ہے کہ حضرت حسن بصریؒ جیسے لوگ اُس سے ناامید ہو گئے ہیں۔ نوجوان نے اپنی والدہ سے کہا کہ اگر حسن بصریؒ میرا جنازہ پڑھانے کے لیے تیار نہیں تو آپ میری وصیت توجہ سے سنیں۔ ماں نے پوچھا بیٹا تمہاری وصیت کیا ہے۔ اس نے کہا امی جب میری روح میرے جسم سے پرواز کر جائے تو اپنا دوپٹہ میری گردن میں ڈالنا اور مجھے سڑک پر گھسیٹنا تاکہ لوگ دیکھ لیں کہ اللہ کے نافرمان کو گردن سے پکڑ کر گھسیٹا جا رہا ہے۔ اُس نے اپنی ماں سے کہا، ہو سکتا ہے کہ اِس عمل کی وجہ سے اللہ سبحانہ و تعالیٰ اُسے معاف کر دیں، جوں ہی اُس نے اپنی بات مکمل کی اُس کی روح اُس کے کے جسم سے پرواز کر گئی۔ اُس کی ماں روتے ہوئے اپنے بیٹے کی وصیت کے متعلق سوچ رہی تھی کہ کیا کرے۔ تھوڑی دیر بعد کسی نے دروازے پر دستک دی۔ ماں نے جب دروازہ کھولا تو دیکھا کہ حضرت حسن بصریؒ کھڑے تھے، اُس نے شیخ سے پوچھا کہ وہ کیوں آئے ہیں؟ اُنہوں نے اس کی ماں کو بتایا کہ جب آپ وہاں سے چلی گئیں تو میں سو گیا، جوں ہی میں سویا تو مجھے اللہ کا پیغام ملا جس میں اللہ مجھ سے کہہ رہا تھا کہ تم میرا دوست ہونے کا دعویٰ کرتے ہو اور تم نے میرے دوست کا جنازہ پڑھانے سے انکار کر دیا۔ میں جاگ گیا اور میں نے اندازہ کیا کہ آپ کے بیٹے کو معاف کر دیا گیا ہے۔ اے اللہ تیری رحمت ہر چیز کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔ اے اللہ ہمیں بھی معاف کر دے، ہمارا تیرے علاوہ کوئی نہیں۔ آمین!

اے ابن آدم، جو کوئی بھی تقویٰ (اللہ کا خوف) اختیار کرتا ہے، وہ ہمیشہ مجھے یاد رکھتا ہے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ اُس کے معاملات کو اُس کے لیے آسان بنا دیتے ہیں۔ اگر کسی کو خاندانی مسائل کا سامنا ہو تو اللہ سبحانہ و تعالیٰ اُس کے لیے اُنہیں آسان بنا دیتے ہیں۔ اگر کسی کو مالی مسائل ہوں تو اللہ سبحانہ و تعالیٰ اُس کے لیے اسباب پیدا کر دیتے ہیں۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ فرماتا ہے: جو کوئی اللہ سے ڈرتے ہوئے کام کرے گا اللہ اس کے لیے مشکلات سے نکلنے کا کوئی راستہ پیدا کر دے گا۔ اور اسے ایسے راستے سے رزق دے گا جدھر اُس کا گمان بھی نہ جاتا ہو۔ جو اللہ پر بھروسا کرے اس کے لیے وہ کافی ہے، اللہ اپنا کام پورا کر کے رہتا ہے۔ اللہ نے ہر چیز کے لیے ایک تقدیر (وقت) مقرر کر رکھی ہے (65:3-2)۔ حاتم العصام نامی ایک شخص تھا۔ ایک دن وہ اپنے گھر والوں کے پاس آیا اور کہا کہ وہ حج پر جانا چاہتا ہے (اُن دنوں سفر میں کئی مہینے لگ جاتے تھے) اور اُس کے پاس اپنے اہل خانہ کے لیے ضرورت کے مطابق سامان زیست نہیں ہے۔ اُس نے اُن کی رائے مانگی؟ بیوی نے کہا یہ کام پھر کسی وقت کر لینا جب اُس کے پاس ذرائع ہوں گے۔ اُس کی بیٹی خاص تھی، **اس نے کہا ابا جان، اللہ سبحانہ و تعالیٰ پالنے والا**

ہے جو سب سے زیادہ طاقتور اور بااختیار ہے، آپ حج پر جائیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہمارے لیے رزق مہیا کرے گا۔اس طرح حاتم نے ہمت کی اور حج پر چلا گیا۔ چند ہفتوں کے بعد سامان زیست ختم ہو گیا۔ لڑکی کی والدہ اور بہن بھائیوں نے کہا، تمہارا چھوٹا منہ اور بڑی بات، اب کیا کرنا ہے۔ چھوٹی بچی پچھلے کمرہ میں چلی گئ اور ہاتھ اوپر اٹھائے اور دعا کی، "اے اللہ تیرا فرمان ہے اور تیرا فرمان سچا ہے، جو کوئی تجھ سے ڈرتا ہو اور تیرا شعور رکھتا ہو تو، تو اس کے لیے راستہ نکالتا ہے اور ایسے ذرائع سے مہیا کرتا ہے جو وہم و گمان میں بھی نہ ہو"۔ اُس کے ہاتھ ابھی دعا کے لیے اوپر ہی تھے کہ دروازہ پر دستک ہوئی، وہ باہر گئی اور دروازہ کھولا، وہاں گورنر کے مصاحبین میں سے ایک محافظ کھڑا تھا جس نے کہا کہ گورنر صاحب کو پیاس لگی ہے، اور درخواست کی کہ تھوڑا پانی مہیا کرے؟ وہ گئی اور پانی لے کر آئی جیسے اُس نے اچھے سے پیش کیا۔ آدمی گورنر کے پاس پانی لے گیا۔ گورنر نے پانی پیا تو اُسے اِس سے راحت و مسرت ملی، اللہ ربّ العزت نے اُس میں راحت و مسرت شامل کر دی۔ گورنر نے پوچھا کہ اس نے یہ پانی کہاں سے حاصل کیا؟ اس نے کہا کہ حاتم کے گھر سے۔ وہی مشہور و معروف حاتم؟ ہاں۔ گورنر نے کہا کہ ہمیں جا کر اُسے سلام کرنا چاہیے۔ جب اُسے پتا چلا کہ وہ حج پر گیا ہوا ہے تو گورنر نے کہا کہ پھر ہمارا فرض ہے کہ ہم اُس کے گھر والوں کی دیکھ بھال کریں۔ اس نے اپنا سونے کی اشرفیوں کا تھیلا لیا اور اُسے حاتم کے گھر کے اندر پھینک دیا۔ چونکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اِس میں اضافہ کرنا چاہتا تھا، اِس لیے گورنر نے اپنے مصاحبوں کی طرف دیکھا اور کہا کہ جو کوئی، مجھ سے محبت کرتا ہے وہ بھی یہی کرے جو میں نے کیا ہے۔ اُن سب نے سونے کی اشرفیوں کی تھیلیاں حاتم کے گھر پھینک دیں۔ جب حاتم کے گھر میں ادھر اُدھر سونے کی اشرفیاں بکھری ہوئی تھیں تو چھوٹی بچی نے رونا شروع کر دیا۔ ماں نے کہا تیرا برا ہو ہم غریب تھے اور مر رہے تھے تو تُو خوش تھی۔ اب دولت آگئی ہے اور تُو رو رہی ہے۔ چھوٹی بچی نے کہا، اے اللہ، یہ تو ہے سات آسمانوں کا مالک، جو چاہے وہی کرتا ہے۔ جب تو نے ایک لمحہ کے لیے ہم پر اپنی رحمت کی نظر ڈالی تو دیکھ کیا ہو گیا۔ تیری رحمت ہر چیز پر چھائی ہوئی ہے۔ اے اللہ ہمیں بھی اپنی محبت اور رحمت سے نواز۔ اے اللہ ہمیں معاف کر دے۔ آمین!

ایک عالم ایک نوجوان کے ساتھ حج پر گیا۔ احرام پہننے کے بعد عالم نے تلبیہ پڑھا لبیک اللھم لبیک (اے اللہ سبحانہ وتعالیٰ میں تیری خدمت میں حاضر ہوا۔ اے اللہ سبحانہ وتعالیٰ میں تیری خدمت میں حاضر ہوا) آسمان سے ایک آواز سنائی دی، جو کہہ رہی تھی کہ تیری حاضری قبول نہیں، اور تیری خدمت کی ضرورت نہیں۔ نوجوان نے عالم سے پوچھا، کیا اُس نے سنا جو اُس نے سنا ہے۔ عالم نے جواب دیا کہ وہ یہ آواز پچھلے چالیس سال

سے سن رہا ہے۔ نوجوان نے کہا کہ پھر اپنے آپ کو کیوں مشقت میں ڈال رہے ہو؟ عالم نے رونا شروع کر دیا اور کہا کہ وہ کہاں جائے، اُس (اللہ سبحانہ و تعالیٰ) کے دروازے کے علاوہ کوئی اور دروازہ نہیں ہے۔ جوں ہی عالم نے یہ بات کہی آسمان سے آواز آئی کہ تیری حاضری بھی قبول ہے، تیری خدمت بھی قبول ہے (تفسیر روح البیان، جلد 6، Ref#10)۔ یہ ہے میرا ربّ، آپ کا ربّ، جس کی رحمت ہر چیز کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔ اے اللہ، جہنم کی آگ بد ترین جگہ ہے، ہم خوف میں مبتلا ہیں اور تیری نظرِ رحمت کے طلب گار ہیں۔ اے اللہ، ہم تیری کبھی نہ ختم ہونے والی رحمت کے حریص ہیں۔ اے اللہ، ہمیں معاف فرما۔ صرف تیری ذات ہماری واحد امید ہے، ہماری ندامت و توبہ کو قبول فرما۔ آمین !

حضرت موسیٰؑ کے عہد میں ایک آدمی تھا، وہ توبہ کے بعد گناہ کر بیٹھتا۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کو کہا کہ وہ نوجوان کو بتائیں کہ وہ اپنے عہد پر قائم رہے، ورنہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ اُس کی توبہ قبول نہیں کریں گے اور اُسے سزا دیں گے۔ حضرت موسیٰؑ نے اُس آدمی تک اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا پیغام پہنچا دیا۔ اُس نے چند ماہ گناہ سے کنارہ کشی کی اور پھر سے گناہ کرنے لگا۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کو کہا کہ نوجوان کو بتاؤ کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ اس سے ناراض ہیں اور اُسے معاف نہیں کرینگے۔ جب موسیٰؑ نے اُسے اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچایا تو وہ نوجوان صحرا میں چلا گیا اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ کو پکارا کر کہنے لگا، "اے اللہ یہ کیا پیغام تو نے مجھے موسیٰؑ کے ذریعے پہنچایا ہے، کیا تیرے عفو و درگزر کے خزانے ختم ہو گئے ہیں، کیا میرا کوئی گناہ تیری رحمت سے بڑھ گیا ہے جو نا قابل معافی ہیں۔ تو مجھے کیسے معاف نہیں کرے گا، جبکہ کریمی تیری صفات میں سے ایک صفت ہے۔ اگر تو اپنے بندوں کو نا امید کر دے گا تو وہ کس کے دروازہ پر دستک دیں گے۔ اگر تو اُنہیں دھتکار دے گا تو وہ کہاں جائیں گے۔ اے اللہ اگر تیرے بندوں کے لیے تیری رحمت ختم ہو گئی ہے تو پھر مجھ اکیلے کو سزا دے ہر شخص کے گناہ مجھ پر ڈال دے۔ اے اللہ میں اِن سب کی طرف سے سزا کے لیے تیار ہوں۔" اللہ نے حضرت موسیٰؑ کو کہا کہ اُس نوجوان کو بتاؤ کہ اگر اُس کے گناہ زمین و آسمان کو بھر دیں تو اُس کی اِس دعا کے بعد وہ اُنہیں معاف کر دے گا۔ اُسے حقیقی معنوں میں میری رحمت اور درگزر کی سمجھ ہے۔ اے رحمان، اے کریم، براہِ کرم، براہِ کرم ہم پر بھی تیری رحمت کی ایک نظر ہو... آمین!

ایک دفعہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ سوائے اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی محبت و رحمت کے، کسی کے لئے اُس کے اعمال اُس کی نجات کا ذریعہ نہیں ہوں گے۔ صحابہ میں سے ایک نے رسول اللہؐ سے سوال کیا۔ اے اللہ کے رسول، آپ بھی نہیں؟ آپؐ نے فرمایا ہاں، میرے اعمال بھی میرے لیے کافی نہیں جب تک اللہ مجھے اپنی رحمت کی چادر

میں نہ لے لے (سنن ابن ماجہ، 4201، Ref#16)۔ احادیث کی کتابوں میں حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ ہمارے پاس آئے اور کہا اُس ربّ کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا ہے، پھر ایک شخص کا واقعہ بیان کیا جو منافقت سے بچنے کے لیے ایک ایسے جزیرہ میں چلا گیا تھا جہاں کوئی نہیں رہتا تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ اُس کی بندگی و عبادت صرف اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے لیے ہو۔ وہ جزیرہ سینکڑوں میل تک پانی میں گھرا ہوا تھا۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اس کے لیے پہاڑ سے میٹھے پانی کا چشمہ جاری کیا اور جزیرہ میں موجود انار کے درخت نے روزانہ اس کے لیے پھل دینا شروع کر دیا۔ وہ شام کو نیچے آتا، وضو کرتا، انار کھاتا اور نماز کے لیے کھڑا ہو جاتا تھا۔ اُس نے اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے دعا کی کہ اس کی موت سجدہ کی حالت میں ہو۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اس کی دعا قبول کر لی اور سجدہ کی حالت میں اس کا انتقال ہوا۔ جبرائیلؑ نے بتایا کہ انھوں نے اُسے ہمیشہ سجدہ میں دیکھا۔ جب اُسے دوبارہ زندہ کیا گیا، اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے سامنے پیش کیا گیا تو اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے حکم دیا کہ اُسے میری رحمت سے جنت میں داخل کر دو۔ وہ کہے گا نہیں، مجھے میری عبادات اور میرے اعمال کی وجہ سے جنت میں داخل کرو۔ پھر اللہ سبحانہ و تعالیٰ ترازو قائم کرنے کا حکم دیں گے۔ آنکھ کی نعمت اُس کی پانچ سو سال کی عبادت پر بھاری ہو جائے گی۔ اسے جہنم میں پھینکنے کا حکم صادر ہو گا۔ جب اُسے جہنم کی طرف لے جایا جا رہا ہو گا، وہ پکارے گا، اے اللہ میں تیری رحمت کا طلب گار ہوں، مجھے جنت میں بھیج دے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ اُسے واپس بلائیں گے، اور اس سے پوچھیں گے، اے میرے بندے تیرا کوئی وجود نہ تھا، تجھے کس نے پیدا کیا؟ وہ کہے گا، تو نے میرے مالک۔ پھر اللہ سبحانہ و تعالیٰ سوال کریں گے۔ کس نے تمھیں پانچ سو سال تک عبادت کرنے کی ہمت و طاقت عطا کی؟ وہ کہے گا، تو نے مالک۔ کس نے میٹھے پانی کا چشمہ جاری کیا، اور کس کے حکم سے انار کا درخت ہر روز پھل دیتا تھا، جبکہ وہ سال میں ایک دفعہ پھل دیتے ہیں؟ وہ کہے گا، تو نے میرے مالک۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ ارشاد فرمائے گا کہ تم نے مجھ سے کہا تھا کہ تمھاری روح اُس وقت نکالنا جب تم سجدہ میں ہو، یہ اُس وقت نکالی گئی جب تم سجدہ میں تھے۔ یہ سب کچھ کس نے کیا؟ وہ کہے گا آپ نے میرے آقا و مالک۔ یہ سب میری رحمت کی وجہ سے ہے اور میں اپنی رحمت سے تجھے جنت میں داخل کر رہا ہوں۔ اے اہل ایمان اُس نے اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی اخلاص کے ساتھ عبادت کی تھی، میں اپنی عبادات کو جانتا ہوں میری نظر میں اُن کا کوئی وزن نہیں۔ دنیاوی بادشاہ میری عبادات کو منفی نمبر دیں گے۔ اللہ کو علم ہے کہ میں نماز میں کہاں ہوتا ہوں، اُس سے میری کوئی چیز پوشیدہ نہیں۔ یہ اُس کی رحمت ہے جس پر میرا انحصار ہے۔ اے اللہ، تیری رحمت

ہمارے گناہوں سے بہت بڑی ہے، ہمیں اپنے اعمال کا نہیں تیری رحمت کا اسرا ہے۔اے اللہ، ہمیں معاف کر دے ہم تیری رحمت کے آگے سرِ تسلیم خم کرتے ہیں۔اے اللہ ہماری ندامت و توبہ کو قبول فرما۔آمین

بنی اسرائیل میں ایک بد قماش آدمی تھا۔ کوئی ایسا گناہ نہیں تھا جس کا اس نے ارتکاب نہ کیا ہو۔ شہر کے تمام لوگ اس سے پریشان اور بیزار تھے۔انہوں نے اسے شہر سے نکال دیا تھا،اور اُس کا شہر میں داخلہ بند تھا۔اُس نے ایک اُجڑی ہوئی جگہ میں رہنا شروع کر دیا۔اُس کی خوراک درخت کے پتے تھے۔پھر وہ سخت بیمار پڑ گیا۔وہ بہت پریشان ہوا کیونکہ نہ کوئی ڈاکٹر تھا، نہ کوئی دوا، نہ کوئی خوراک، نہ کوئی اس کا خیال رکھنے والا، نہ کوئی دوست اور نہ ہی کوئی اس کے دکھ سننے والا۔وہ بالکل تنہا تھا اور مر رہا تھا۔اُس نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو پکارنا شروع کیا اور آسمان کی طرف دیکھا اور کہا: "اے اللہ، تیری خدائی میں اضافہ نہیں ہو گا اگر تو مجھے سزا دے، نہ ہی کمی ہو گی اگر تو مجھے معاف کر دے، تو دیکھ سکتا ہے کہ میرا کوئی نہیں۔ ہر کوئی مجھے چھوڑ چکا ہے، کیونکہ میں بہت بڑا گناہ گار ہوں۔اے اللہ، تو گناہ گاروں کی دعاؤں کو سنتا ہے تو نے اعلان کیا ہے کہ گناہ گار مجھ سے ناامید نہ ہوں اور تو العفو ہے، تو الکریم ہے، تو سب سے در گزر کرنے والا، سب پر رحم کرنے والا، اور تو سب گناہوں کو معاف کرنے والا ہے۔اے اللہ، اپنی رحمت و محبت سے مجھے معاف فرما، اور میرے گناہوں کو اپنی رحمت سے ڈھانپ لے۔اے اللہ، تیرے سوا میرا کوئی حامی و مددگار نہیں۔اے اللہ، اِس گناہ گار بندے کو مایوس نہ کرنا"۔اُس نے اتنے دکھ اور کرب کے ساتھ توبہ کی کہ اُس کی روح اُس کے جسم سے پرواز کر گئی اور وہ فوت ہو گیا۔اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے موسیٰؑ کو وحی کی کہ اُس کے ایک دوست کا انتقال ہو گیا ہے، اس لیے وہاں جایئے اور اس کو غسل دیجیے، اس کا جنازہ پڑھایئے اور اس کی تجہیز و تکفین کیجیے، تاکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اُسے جزا دیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے یہ بھی فرمایا کہ لوگوں میں اعلان کر دو جو بھی اِس کا جنازہ پڑھے گا اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس کے گناہ معاف کر دیں گے۔لوگ ایک ولی اللہ کی تجہیز و تکفین میں شامل ہونے کے لیے اپنے گھروں سے جوق در جوق باہر نکل آئے۔جب وہ اس جگہ پر پہنچے جہاں ولی اللہ کا انتقال ہوا تھا، اُنہوں نے اُسے فوراً پہچان لیا کہ یہ وہی آدمی ہے جسے اُنہوں نے شہر بدر کیا تھا۔حضرت موسیٰؑ بھی حیران ہوئے، کہ یہ وہی بد قماش آدمی ہے جو گناہ کیے بغیر رہ نہیں سکتا تھا، اور اُس کے لیے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے وحی بھیجی ہے کہ وہ اُس کا دوست ہے۔اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے موسیٰؑ کو پھر وحی کی اور اُنہیں بتایا کہ جب وہ بے بسی کی حالت میں تھا تو اُس نے اخلاص کے ساتھ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف رجوع کیا۔اُس نے اِس طرح ندامت کی کہ اُس نے میری رحمت کو جگا دیا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے موسیٰؑ کو کہا کہ وہ کنجوس واقع ہوا تھا، اگر وہ سب کے لیے دعا کرتا تو میں سب کو بخش دیتا

(جواہر اسلامی تاریخ، صفحہ 335)۔ اے اللہ، ہم تجھ سے کس طرح مایوس ہو سکتے ہیں، اے اللہ ہمیں تیری رحمت کی ضرورت ہے، براہ کرم ہم پر اپنی رحمت کی بارش فرما اور ہمیں معاف کر دے۔ آمین!

صحابہ کرامؓ میں سے ایک شخص تھا، وہ باتیں کرتے، مسکراتے ہوئے اچانک رونا شروع کر دیتا اور بے ہوش ہو جاتا تھا۔ صحابہ کرامؓ نے اُس کے متعلق نبیؐ کو بتایا اور قرآن کی آیات کا پوچھا جن کی تلاوت اُس پر کی جا سکے۔ رسول اللہؐ نے اُس آدمی کو بلایا اور اُسے ایک طرف لے گئے۔ اور پوچھا بھائی آپ کے ساتھ کیا ہوا؟ اُس صحابی نے آپؐ سے کہا اے اللہ کے رسولؐ میں کسی کو کبھی نہ بتاتا، اب آپؐ نے پوچھا ہے تو مجھے آپؐ کو بتانا پڑے گا۔ قبول اسلام سے پہلے میری ایک بیٹی تھی، جب وہ پیدا ہوئی تو میں بھی اپنی روایت کے مطابق اُسے دفن کرنا چاہتا تھا۔ اپنے ثقافتی روایت کے مطابق مجھے خوف تھا کہ جب اُس کی کسی سے شادی ہو گی تو یہ میرے خاندان کے لیے باعثِ شرم ہو گا۔ بیٹی کی محبت مجھ پر غالب آگئی اور میں اُسے دفن نہ کر سکا۔ سال در سال گزرتے چلے گئے اور میں اپنی بیٹی کو بڑا ہوتے دیکھ رہا تھا، اور وہ دن آگیا جب وہ بلوغت کو پہنچ گئی، وہ اب بچی سے خاتون بننے والی تھی۔ وہ کہنے لگا کہ اُسے ڈرونے خواب آنے شروع ہو گئے، مجھ پر پژمردگی اور مایوسی چھا گئی، میرے اندر ثقافتی عصبیت پھر جاگ اٹھی۔ ہر روز وہ اُسے ختم کرنے کا سوچتا، لیکن اُس کی محبت اسے روک لیتی۔ آخر کار ایک دن وہ اپنے آپ پر قابو نہ رکھ سکا، اے اللہ کے رسولؐ میں نے اُس کی والدہ کو کہا کہ اُسے صاف ستھرے کپڑے پہنائے، بالوں کو کنگھی کرے، اس کے چہرے کی نفاست سے آرائش کرے اور اُسے بتائے کہ اُس کا والد اُسے پارٹی پر لے کر جائیگا۔ اس کی ماں سمجھ گئی، اور وہ اسے تیار کرتے ہوئے رو رہی تھی۔ بیٹی نے ماں سے پوچھا کہ کیا بات ہے؟ اس نے جواب دیا کوئی بات نہیں۔ اُسے خوف تھا کہ میں اُسے ماروں، پیٹوں گا اور حتی کہ میں اُسے قتل بھی کر دوں گا۔ شام کو میں اپنی بیٹی کو لینے آیا، تو اُس کی ماں نے میرا ہاتھ پکڑا سر گوشی میں کہا کہ اُس کے اعتماد کو ضائع نہ کرنا، تمہاری بیٹی کو تم پر اعتماد ہے۔ ایک لمحہ کے لئے میرا دل کانپا، لیکن پھر عصبیت غالب آگئی، میں اپنی بیٹی کو دور لے گیا۔ راستہ میں وہ میرے ارد گرد کھیلتی رہی، یہ سوچتے ہوئے کہ میں اُس سے محبت کرتا ہوں۔ جب میں ایک گہرے کنویں پر پہنچا جس کی تہہ میں تیز نوک دار چٹانیں تھیں، اُس وقت اچانک مجھ پر ثقافتی عصبیت غالب آگئی اور میں نے اپنی بیٹی کو پکڑ کر کنویں میں پھینک دیا۔ جب وہ نیچے گر رہی تھی وہ روتے ہوئے بولی، بابا اعتماد کو ضائع نہ کرنا، اور اُس کی آواز مدہم مدہم ہو کر خاموش ہو گئی، وہ مر گئی۔ اُس نے رسول اللہؐ کی طرف دیکھا، آپؐ کی داڑھی مبارک آنسوؤں سے تر ہو گئی تھی۔ آپؐ نے اُس سے کہا کہ اگر اللہ سبحانہ وتعالیٰ مجھے تمہارے اسلام قبول کرنے سے پہلے کیے گئے گناہوں پر

سزا دینے کی اجازت دیتا تو میں تم سے ابتداء کرتا(سنن الدارمی، نمبر2، Ref#17)۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اسلام لانے سے پہلے کے تمام گناہوں کو معاف کر دیا ہے۔ اے اللہ.... ہمارا کیا بنے گا، ہمیں بھی معاف کر دے۔ آمین

ایک شخص شراب میں رات بھر دھت رہتا، جب نمازی فجر کے لیے مسجد میں جاتے تو وہ اُن کو گالیاں دیتا، اور اُن سے بدسلوکی کرتا۔ پھر ایک رات، اُس کے لیے تبدیلی کی رات تھی، جس نے اُس کی زندگی کو بدل کر رکھ دیا۔ اُس دن اُس کو فجر کے وقت مسجد میں دیکھا گیا، لوگ سمجھے کہ راستہ بھول گیا ہے۔ اگلی رات وہ پھر مسجد میں تھا، امام مسجد اُس کے پاس گئے اور اُس سے کہا کہ وہ اپنی کہانی سنائے۔ آدمی نے کہا کہ ایک رات جب لوگ مسجد کی طرف جا رہے تھے تو میں نے اذان کی آواز غور سے سنی جو کہہ رہی تھی، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے۔ اذان کی یہ صدا میرے دل کو لگی، مجھے اپنی اس حالت پر بہت ندامت ہوئی، اور میں اپنے کئے پر شرمندہ ہوا۔ میں نے بھاگ اپنے آپ کو کمرے میں بند کر لیا۔ وہ کہنے لگا کہ میں اپنے گھٹنوں کے بل جھکا اور خالق کائنات کے حضور عاجزی اور انکساری کے ساتھ سجدہ میں گر گیا، اُس ذات کے حضور جس کے ہاتھوں میں طاقت و قوت ہے۔ وہی اللہ اگر چاہے تو لمحے میں پوری کائنات کو تباہ کر سکتا ہے، ہوا، پہاڑ اور تمام آسمان اور زمین اُس کے سپاہی ہیں، اُس کے سوا کسی کو اُس کے سپاہیوں کا علم نہیں۔ وہ اپنے ربّ کے حضور عاجزی و انکساری کے ساتھ گر گیا، اور اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا دیئے اور کہا، "اے میرے ربّ میرے اور تیرے درمیان ایک رکاوٹ ہے، میں اسے توڑ نہیں سکتا، لیکن میں جانتا ہوں کہ تو اُسے توڑ سکتا ہے"۔ اس نے کہا کہ جوں ہی میں نے یہ کہا رکاوٹ ٹوٹ گئی، اور میرے دل میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی رحمت آ گئی اور فجر کے وقت میں مسجد میں تھا۔ سبحان اللہ ! اے اللہ ہمیں اپنا نادم بندہ بنا لے اور ہمیں معاف کر دے۔ آمین !